

## لاہور کا جغرافیہ

تمہید

تمہید کے طور پر صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور دریافت ہوئے اب بہت عرصہ گزر چکا ہے۔ اس لیے دلائل و براہین سے اس کے وجود کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ کہنے کی بھی اب ضرورت نہیں کہ کرے کو دائیں سے بائیں گھمائیے حتیٰ کہ ہندوستان کا ملک آپ کے سامنے آ کر ٹھہر جائے۔ پھر فلاں طول البلد اور فلاں عرض البلد کے مقام انقطاع پر لاہور کا نام تلاش کیجئے۔ جہاں تمام کڑے پر مرقوم ہو وہی لاہور کا محل وقوع ہے۔ اس ساری تحقیقات کو مختصر مگر جامع الفاظ میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ لاہور لاہور ہی ہے۔ مگر اس پتے سے آپ کو لاہور نہیں مل سکتا تو آپ کی تعلیم ناقص اور آپ کی ذہانت فاتر ہے۔

محل وقوع

ایک دو غلط فہمیاں البتہ ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور پنجاب میں واقع ہے لیکن پنجاب اب پنج آب نہیں رہا۔ اس پانچ دریاؤں کی سر زمین میں اب صرف ساڑھے چار دریا بہتے ہیں اور جو نصف دریا ہے۔ وہ تو اب بہنے کے قابل بھی نہیں رہا۔ اسی کو اطلاق میں راوی ضعیف کہتے ہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے کہ شہر کے قریب دو پل بنے ہیں۔ ان کے نیچے ریت میں یہ دریا لیٹا ہے۔ بہنے کا شغل عرصے سے بند ہے اس لیے اب یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ شہر دریا کے دائیں کنارے پر واقع ہے یا بائیں کنارے پر۔

لاہور تک پہنچنے کے کئی رستے ہیں لیکن دو ان میں سے بہت مشہور ہیں۔ ایک پشاور سے آتا ہے اور دوسرا دہلی سے۔ وسط ایشیا کے حملہ آور پشاور کے رستے اور یوپی کے حملہ آور دہلی کے رستے وارد ہوتے تھے۔ اول الذکر اہل سیف کہلاتے ہیں اور غزنوی اور غوری تخلص کرتے ہیں۔ موخر الذکر اہل زبان کہلاتے ہیں۔ یہ بھی تخلص کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اور اس میں ید طولی رکھتے ہیں۔

### حدود دار بچہ

کہتے ہیں کسی زمانے میں لاہور کا حدود دار بچہ بھی ہوا کرتا تھا۔ لیکن طلباء کی سہولت کے لیے میونسپلٹی نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔ اب لاہور کے چاروں طرف بھی لاہور ہی واقع ہے اور روز بروز واقع تر ہو رہا ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ دس بیس سال کے اندر لاہور ایک صوبے کا نام ہوگا جس کا دارالخلافہ پنجاب ہوگا۔ یوں سمجھئے کہ لاہور ایک جسم ہے جس کے ہر حصے پر درم نمودار ہو رہا ہے لیکن ہر درم مواد فاسد سے بھرا ہے۔ گویا یہ تو سبج ایک عارضہ ہے جو اس کے جسم کو لاحق ہے۔

### آب و ہوا

لاہور کی آب و ہوا کے متعلق طرح طرح کی روایات مشہور ہیں۔ جو تقریباً سب کی سب غلط ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لاہور کے باشندوں نے حال ہی میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ اور شہروں کی طرح ہمیں بھی آب و ہوا دی جائے۔ میونسپلٹی بڑی بحث و تمجیس کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ اس ترقی کے دور میں جبکہ دنیا میں کئی ممالک کو ہوم رول مل رہا ہے اور لوگوں میں بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ اہل لاہور کی یہ خواہش ناجائز نہیں بلکہ ہمدردانہ غور و خوض کی مستحق ہے۔

لیکن بد قسمتی سے کمیٹی کے پاس ہوا کی قلت ہے۔ اس لیے لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ مفاد عامہ کے پیش نظر اہل شہر ہوا کا بے جا استعمال نہ کریں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے کفایت شعاری سے کام لیں۔ چنانچہ اب لاہور میں عام ضروریات کے لیے ہوا کی بجائے

گرد اور خاص خاص حالات میں دھواں استعمال کیا جاتا ہے۔ کمیٹی نے جا بجا دھوئیں اور گرد کے مہیا کرنے کے لیے مرکز کھول دیئے ہیں۔ جہاں یہ مرکبات مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس سے نہایت تسلی بخش نتائج برآمد ہوں گے۔

بہم رسانی آب و ہوا کے لیے ایک سکیم عرصے سے کمیٹی کے زیر غور ہے۔ یہ سکیم نظام سٹے کے وقت سے چلی آتی ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ نظام سٹے کے وقت سے چلی آتی ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ نظام سٹے کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اہم مسودات بعض تو تلف ہو چکے ہیں اور باقی جو ہیں ان کے پڑھنے میں بہت دقت پیش آرہی ہے۔ اس لیے ممکن ہے تحقیق و تدقیق میں چند سال اور لگ جائیں۔ عارضی طور پر پانی کا یہ انتظام کیا گیا ہے کہ فی الحال بارش کے پانی کو حتیٰ الوسع شہر سے باہر نکلنے نہیں دیتے۔ اس میں کمیٹی کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہر محلے کا اپنا ایک دریا ہوگا جس میں رفتہ رفتہ مچھلیاں پیدا ہوں گی اور پر مچھلی کے پیٹ میں کمیٹی کی ایک انگٹھی ہوگی جو رائے دہندگی کے موقع پر ہر رائے دہندہ پہن کر آئے گا۔

نظام سٹے کے مسودات سے اس قدر ضرور ثابت ہوا ہے کہ پانی پہنچانے کے لیے نل ضروری ہیں۔ چنانچہ کمیٹی نے کروڑوں روپے خرچ کر کے جا بجا نل لگوا دیئے ہیں۔ فی الحال ان میں ہائیڈروجن اور آکسیجن بھری ہے۔ لیکن ماہرین کی رائے ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ گیسیں ضرور مل کر پانی بن جائیں گے۔ چنانچہ بعض بعض نلوں میں اب بھی چند قطرے روزانہ ٹپکتے ہیں۔ اہل شہر کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے اپنے گھرے نلوں کے نیچے رکھ چھوڑیں۔ تاکہ عین وقت پر تاخیر کی وجہ سے کسی کی دل ٹھکنی نہ ہو۔ شہر کے لوگ اس پر بہت خوشیاں منا رہے ہیں۔

ذرائع آمدورفت

جوسیاچ لاہور تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں ان کو یہاں کے ذرائع آمدورفت کے متعلق چند ضروری باتیں ذہن نشین کر لینی چاہیں۔ تاکہ وہ یہاں کی سیاحت سے کما حقہ اثر پذیر ہو سکیں۔ جو سٹرک بل کھاتی ہوئی لاہور کے بازاروں میں سے گزرتی ہے۔ تاریخی اعتبار

سے بہت اہم ہے۔ یہ وہی سٹرک ہے جسے شیر شاہ سوری نے بنایا تھا۔ یہ آثار قدیمہ میں شمار ہوتی ہے اور بے حد احترام کی نظروں سے دیکھی جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں کسی قسم کا رد و بدل گوارا نہیں کیا جاتا۔ وہ قدیم تاریخی گڑھے اور خندقیں جوں کی توں موجود ہیں۔ جنہوں نے کئی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے تھے۔ آج کل بھی کئی لوگوں کے تختے یہاں الٹتے ہیں اور عظمت رفتہ کی یاد دلا کر انسان کو عبرت سکھاتے ہیں۔

بعض لوگ زیادہ عبرت پکڑنے کے لیے ان تختوں کے نیچے کہیں کہیں دو ایک پیسے لگا لیتے ہیں اور سامنے دو ہک لگا کر ان میں ایک گھوڑا ٹانگ دیتے ہیں۔ اصطلاح میں اس کو تاگہ کہتے ہیں۔ شوقین لوگ اس تختہ پر موم جامہ منڈھ لیتے ہیں تاکہ پھسلنے میں سہولت ہو اور بہت زیادہ عبرت پکڑی جائے۔

اصلی اور خالص گھوڑے لاہور میں خوراک کے کام آتے ہیں۔ قصابوں کی دکانوں پر انہی کا گوشت بکنا ہے اور زمینیں کس کر کھایا جاتا ہے۔ تاگہوں میں ان کی بجائے بنا سبتی گھوڑے استعمال کئے جاتے ہیں۔ بنا سبتی گھوڑا شکل و صورت میں دم دار تارے سے ملتا ہے کیونکہ اس گھوڑے کی ساخت میں دم زیادہ اور گھوڑا کم پایا جاتا ہے۔ حرکت کرتے وقت اپنی دم کو دہا لیتا ہے اور اس خط نفس سے اپنی رفتار میں ایک سنجیدہ اعتدال پیدا کرتا ہے تاکہ سٹرک کا ہر تار یک گڑھا اور تانگے کا ہر ہچکولا اپنا نقش آپ پر ثبت کرتا جائے اور آپ کا ہر ایک مسام لطف اندوز ہو سکے۔

## قابل دید مقامات

لاہور میں قابل دید مقامات مشکل سے ہی ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور میں ہر عمارت کی بیرونی دیواریں دہری بنائی جاتی ہیں۔ پہلے اینٹوں اور چونے سے دیوار کھڑی کرتے ہیں اور پھر اس پر اشتہاروں کا پلستر کر دیا جاتا ہے جو دہازت میں رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے۔ شروع شروع میں چھوٹے چھوٹے سائز کے مبہم اور غیر معروف اشتہارات چپکائے جاتے ہیں۔ مثلاً ”اہل لاہور مژدہ“ یا ”اچھا اور ستا مال“ اس کے بعد ان اشتہاروں کی باری آتی ہے جن کے مخاطب اہل علم اور سخن فہم لوگ ہوتے ہیں۔ مثلاً گریجویٹ درزی

ہاؤس یا سٹوڈنٹوں کے لیے نادر موقع یا ”کہتی ہے ہم کو خلق خدا غائبانہ کیا۔“ بفتہ رفتہ گھر کی چار دیواری ایک مکمل ڈائریکٹری کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دروازے کے اوپر بونٹ پالش کا اشتہار ہے۔ دائیں طرف تازہ مکھن ملنے کا پتہ مندرج ہے۔ بائیں طرف حافظ کی گولیوں کا بیان ہے۔ اس کھڑکی کے اوپر انجمن خدام ملت کے جلسے کا پروگرام چسپاں ہے۔ اس کھڑکی پر کسی مشہور لیڈر کے خانگی حالات بوضاحت بیان کر دیئے گئے ہیں۔ عقی دیاور پر سزاس کے تمام جانوروں کی فہرست ہے اور اصطلح کے دروازے پر مس نغمہ جان کی تصویر اور ان کے قلم کے محاسن گنوار کھے ہیں۔ یہ اشتہارات بڑی سرعت سے بدلتے رہتے ہیں اور ہر نیا سڑوہ اور ہرنی دریافت یا ایجاد یا انقلاب عظیم کی ابتلا چشم زدن میں ہر ساکن چیز پر لپ دی جاتی ہے۔ اس لیے عمارتوں کی ظاہری صورت ہر لمحہ بدلتی رہتی ہے اور ان کے پہچانے میں خود شہر کے لوگوں کو بہت دقت پیش آتی ہے۔

لیکن جب سے لاہور میں دستور رائج ہوا ہے کہ بعض اشتہاری پلے پچھتے یا ہی سے خود دیوار پر نقش کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ دقت بہت حد تک رفع ہو گئی ہے۔ ان دانگی اشتہاروں کی بدولت اب یہ خدشہ نہیں رہا کہ کوئی شخص اپنا یا اپنے کسی دوست کا مکان صرف اس لیے بھول جائے کہ پچھلی مرتبہ وہاں چار پائیوں کا اشتہار لگا تھا اور لوٹتے وقت وہاں اہالیان لاہور کو تازہ اور سستے جوتوں کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اب وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ جہاں بحروف جلی ”محمد علی دندان ساز“ لکھا ہے وہ اخبار انقلاب کا دفتر ہے جہاں ”بچان پانی کا بڑا ہسپتال“ لکھا ہے۔ وہاں ڈاکٹر اقبال رہتے ہیں۔ ”خالص کھی کی مٹھائی“ اینٹاز علی صاحب تاج کا مکان ہے۔ ”کرشنا بیوٹی کریم“ شالامار باغ کو اور ”کھانسی کا مجرب نسخہ“ جہانگیر کے مقبرے کو جاتا ہے۔

### صنعت و حرفت

اشتہاروں کے علاوہ لاہور کی سب سے اہم صنعت رسالہ بازی اور سب سے بڑی حرفت اجمن ساری ہے۔ ہر رسالے کا ہر نمبر عموماً خاص نمبر ہوتا ہے اور عام نمبر صرف خاص خاص موقعوں پر شائع کیے جاتے ہیں۔ عام نمبر میگزین صرف ایڈیٹر کی تصویر اور خاص نمبروں میں



مس سلوچنا اور مس کچن کی تصاویر بھی دی جاتی ہیں۔ اس سے ادب کو بہت فروغ نصیب ہوتا ہے اور فن تنقید ترقی کرتا ہے۔

لاہور کے ہر مریج انج میں ایک انجمن موجود ہے۔ پریزیڈنٹ البتہ تھوڑے ہیں اس لیے فی الحال صرف دو تین اصحاب ہی یہ اہم فرض ادا کر رہے ہیں۔ چونکہ ان انجمنوں کے اغراض و مقاصد مختلف ہیں۔ اس لیے بسا اوقات ایک ہی صدر صبح کسی مذہبی کانفرنس کا افتتاح کرتا ہے۔ سہ پہر کو کسی سینیما کی انجمن میں مس نغمہ جان کا تعارف کراتا ہے اور شام کو کسی کرکٹ ٹیم کے ڈنر میں شامل ہوتا ہے۔ اس سے ان کا رخ نظر وسیع رہتا ہے۔ تقریر عام طور پر ایسی ہوتی ہے جو تینوں موقعوں پر کام آسکتی ہے چنانچہ سامعین کو بہت سہولت رہتی ہے۔

پیداوار

لاہور کی سب سے مشہور پیداوار یہاں کے طلباء ہیں جو بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں دس اور کو بھیجے جاتے ہیں۔ فصل شروع سرما میں بوئی جاتی ہے اور عموماً اواخر بہار میں پک کر تیار ہوتی ہے۔

طلباء کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے چند مشہور ہیں۔ قسم اول جمالی کہلاتی ہے یہ طلباء عام طور پر پہلے درزیوں کے ہاں تیار ہوتے ہیں بعد ازاں دھوبی اور پھر نائی کے پاس بھیجے جاتے ہیں اور اس عمل کے بعد کسی رستوران میں ان کی نمائش کی جاتی ہے۔ غروب آفتاب کے ابتدائی سینیما یا سینیما کے گرد و نواح میں:

رخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں

ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے

شہتیں کئی ہوتی ہیں لیکن سب کی تصویر ایک الیم میں جمع کر کے اپنے پاس رکھ چھوڑتے ہیں اور تعطیلات میں ایک ایک کو خطوط لکھتے رہتے ہیں۔ دوسری قسم جلالی طلباء کی ہے۔ ان کا شجرہ جلال الدین اکبر سے ملتا ہے۔ اس لیے ہندوستان کا تخت و تاج ان کی ملکیت سمجھا جاتا ہے۔ شام کے وقت چند مصاحبوں کو ساتھ لئے نکلتے ہیں اور جوڑو و سٹا کے خم لٹکھاتے پھرتے ہیں۔ کالج کی خوراک انہیں راس نہیں آتی۔ اس لیے ہوسٹل میں فروکش نہیں

ہوتے۔ تیسری قسم خیالی طلباء کی ہے یہ اکثر روپ اور اخلاق اور آواگون اور جمہوریت پر با آواز بلند تبادلہ خیالات کرتے پائے جاتے ہیں اور آفرینش اور نفسیات جنسی کے متعلق نئے نئے نظریے پیش کرتے رہتے ہیں۔ صحت جسمانی کو ارتقائے انسانی کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لیے علی الصبح پانچ چھ ڈنٹر پلٹتے ہیں اور شام کو ہوشل کی چھت پر گھرے سانس لیتے ہیں۔ گاتے ضرور ہیں لیکن اکثر بے سُرے ہوتے ہیں۔ چوتھی قسم خالی طلباء کی ہے یہ طلباء کی خالص ترین قسم ہے۔ ان کا دامن کسی قسم کی آلائش سے تر ہونے نہیں پاتا۔ کتابیں، امتحانات، مطالعہ اور اس قسم کے خرچے کبھی ان کی زندگی میں خلل انداز نہیں ہوتے۔ جس معصومیت کو ساتھ لے کر کالج میں پہنچے تھے۔ اسے آخر تک ملوث ہونے نہیں دیتے اور تعلیم اور نصاب اور درس کے ہنگاموں میں اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں جس طرح بتیس دانٹوں میں زبان رہتی ہے۔

پچھلے چند سالوں سے طلبہ کی ایک اور قسم بھی دکھائی دینے لگی ہے۔ لیکن ان کو اچھی طرح سے دیکھنے کے لیے محدب شیشے کا استعمال ضروری ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ریل کا ٹکٹ نصف قیمت میں ملتا ہے اور اگر چاہیں تو اپنی انا کے ساتھ زنانے ڈبے میں سفر کر سکتے ہیں۔ ان کی وجہ سے اب یونیورسٹی نے کالجوں پر شرط عائد کر دی ہے کہ آئندہ صرف وہی لوگ پروفیسر مقرر کیے جائیں جو دودھ پلانے والے جانوروں میں سے ہوں۔

طبعی حالات

لاہور کے لوگ بہت خوش طبع ہیں۔

### سوالات

- 1- لاہور تمہیں کیوں پسند ہے؟ مفصل لکھو۔
- 2- لاہور کس نے دریافت کیا اور کیوں؟ اس کے لیے سزا بھی تجویز کرو۔
- 3- میونسپل کمیٹی کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھو؟

☆☆☆

## فرہنگ

کرے: قدیم اردو میں کے کو کہتے ہیں۔ مرقوم: لکھا ہوا، لکھا گیا۔ فاتر: کمزور، ضعیف، ست۔  
 اول الذکر: جس کا ذکر سب سے پہلے کیا جاتا ہے۔ موخر الذکر: جس کا ذکر سب سے آخر میں  
 کیا جاتا ہے۔ یدِ طوبیٰ: بڑا لمبا ہاتھ، مہارت کمال، اچھی دسترس، کمال ہنر مندی۔ میونسپلٹی  
 (Municipality): بلدیہ، شہری لوگوں کی جماعت جو شہر میں صفائی، پانی، روشنی وغیرہ کا  
 انتظام کرتی ہے۔ ہوم رول (Home Rule): حکومت خود اختیاری۔ مسودات: مسودہ کی جمع،  
 وہ تحریر جو سرسری طور پر لکھی جائے، وہ تحریر جو بطور خاکہ لکھی گئی ہو۔ کما حقہ: بخوبی، ٹھیک ٹھاک،  
 جیسا اس کا حق ہے۔ ذبازت: گندگی، گنداپن، موٹائی، حجم۔ محاسن: حسن کی جمع، اچھائیاں،  
 خوبیاں، بھلائیاں، نیکیاں۔ جلی: روشن، واضح، ظاہر، موٹا لکھا ہوا۔ منظر: مرکزِ نگاہ، مقصد  
 اصلی۔ دساور: غیر ملک یا غیر ممالک، غیر ملک کی منڈی، سوداگری کا مال جو غیر ملک سے  
 آئے۔ اواخر: آخر کی جمع، انتہا، حد، ختم، انجام۔ آواگون: آنا، جانا، آمد و رفت، ہندوؤں کے  
 اعتقاد کے مطابق بار بار مرنے اور جنم لینے کا سلسلہ، تناخ۔ آفرینش: پیدائش، مخلوق، دنیا۔  
 خرنشے: خرنش، جھگڑا، بکھیڑا، پریشانی، فضول بحث۔